محمد اسحاق بھٹی

مولانا غلام رسول مہر کے چند مکاتیب

مولانا غلام رسول مہر مرحوم کامیاب صحافی، ممتاز محقق، نامور مورخ اور صاحبِ طرز ادیب تھے۔ مطالعہ بڑا وسیع اور نظر بہت گہری تھی۔ جو کچھ لکھتے نہایت تحقیق سے لکھتے اور موضوع میں ڈوب کر لکھتے۔ ۱۴ اپریل ۱۸۹۵ء کو مشرقی پنجاب کے شہر جالندھر سے چار میل دور ایک چھوٹے سے گاؤں پھول پور میں پیدا ہوئے اور ۱۶ نومبر ۱۹۷۱ء کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے لاہور میں انتقال کیا۔ مجھے وہ اکثر یاد فرماتے اور خطوط لکھتے۔ میرے "الاعتصام" کے زمانۂ ادارت میں انھوں نے مجھے متعدد خطوط ارسال کیے۔ پچھلے دنوں پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا کہ بعض مشاہیر کے مکتوبات ملے۔ ان میں بارہ خطوط مہر صاحب کے دست یاب ہوئے۔ افسوس ہے مہر صاحب مرحوم کے کئی اہم خطوط ضائع ہو گئے ہیں، جو بچ گئے وہ نذرِ قارئین کرام ہیں۔ یہ پرانی یادوں کی ایک جھلک ہے ——— (محمد اسحاق بھٹی)

(۱)

باسمہٖ سبحانہٗ

مسلم ٹاؤن۔ لاہور

۲۵ جون ۱۹۵۴

مکرمی[۱] کل ایک عریضہ خدمت والا میں بھیج چکا ہوں۔ آج "الاعتصام" کے پرانے پرچے

---

[۱] "فاران" (کراچی) کے مدیر ماہر القادری مرحوم کو بلا وجہ مولانا ابو الکلام آزاد سے عداوت تھی۔ وہ ان کے خلاف عام طور پر "فاران" میں اظہارِ خیال کرتے رہتے تھے۔ "الاعتصام" اس کا جواب دیتا تھا۔ "چراغ راہ" (کراچی) میں بھی ایک یا دو مرتبہ مولانا کی مخالفت کی گئی۔ مولانا مہر صاحب نے مجھ سے وہ دونوں رسالے منگوائے تھے۔ خط اسی سلسلہ میں ہے۔

ملے لیکن چار کے بجائے تین۔ ۱۴ مئی کا پرچہ (یعنی ۲) ان میں نہ تھا۔ ممکن ہے اتفاقیہ رہ گیا ہو یا دفتر میں اس کا کوئی فالتو نسخہ موجود نہ ہو۔ اگر میرا آخری اندازہ درست ہے تو مہربانی فرما کر یہ پرچہ دو ایک روز کے لیے مستعار مرحمت فرمایئے۔ میں یہ دیکھ کر واپس کر دوں گا۔ نیز "چراغ راہ" اور "فاران" کے پرچے محض بہ غرض مطالعہ عنایت فرمائیں۔

عجیب بات ہے کہ انجمن ترقی اردو کے اربابِ اقتدار اس بنا پر مولانا کے مخالف ہوئے کہ مولانا شبلی پارٹی سے وابستہ تھے اور حضرات فضلائے ندوہ نے اس بنا پر مخالفت کا بیڑا اٹھایا کہ مولانا سید سلیمان مرحوم کی یگانگی ہر موہوم خطرے سے بھی محفوظ ہو جائے۔ گویا جو لوگ کبھی ہم رائے نہ تھے وہ مولانا کی مخالفت میں ہم رائے ہو گئے۔ سچ ہے معاصرت کا فتنہ بڑا ہی سخت ہے۔ خدا ہر فرد کو اس سے بچائے۔ مولانا کے نہاں خانۂ قلب کا حال خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں لیکن حلف اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ خلوت کی گفتگوؤں میں بھی انھوں نے کسی صاحبِ علم یا رکنِ سیاست کے متعلق کبھی ایسا کلمہ نہیں کہا جس میں تحقیر کا شائبہ پایا جائے۔ سخت مخالفوں بلکہ شاتموں کا ذکر بھی ہمیشہ بڑے ہی اچھے انداز میں کیا۔ ان کے سامنے اکثر اپنے خیالات و افکارِ مخالفانہ پر ندامت ہوتی رہی۔ اگر آپ کی عنایت سے میں یہ مضامین دیکھ سکوں تو شکر گزار رہوں گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نیاز مند

مہر

(۲)

باسمہٖ سبحانہٗ

۲۷ ستمبر ۱۹۵۷ء

مکرمی۔ شاید مولانا محمد اسحاق حنیف صاحب[۲] نے سمجھا ہو کہ میں ۱۵ ستمبر کی جلسے میں دانستہ

---

۲ حاجی محمد اسحاق حنیف مرحوم نے ایک مرتبہ بعض اہم شخصیتوں کو جلسے پر بلایا تھا۔ مہر صاحب مرحوم کو بھی دعوت دی تھی، لیکن دعوت نامہ بروقت نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ تشریف نہیں لا سکے تھے۔

شامل نہ ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا دعوت نامہ مجھے ۱۶ کو ملا۔ یہ اظہارِ واقعہ بھی ہے اور معذرت بھی۔ مہربانی ہوگی، ان تک پہنچا دیں۔

مجھے رنگون سے "استقلال" کے پرچے ملے جو یقیناً آپ کی سعی کا نتیجہ ہیں لیکن جس پرچے کا میں منتظر تھا یعنی ۱۸۵۷ء والا نمبر، وہ مجھے نہیں ملا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ کے پاس جو خاص نمبر آئے ہوں خصوصاً استقلال کا نمبر، وہ آپ دو چار روز کے لیے مجھے مستعار بغرض مطالعہ دے سکیں؟

امید ہے آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مولانا عطاء اللہ صاحب کی خدمت میں میرا اسلام پہنچایئے۔

نیازمند

مہر

(۳)

باسمہ سبحانہٗ

مسلم ٹاؤن، لاہور

۲۱۔ اکتوبر ۱۹۵۷

مکرمی! آپ کا رسالہ میں نے دیکھ لیا۔ اب فرمائیں، اس کی واپسی کی کیا صورت ہو۔ میں ہفتے کے روز اپنے ساتھ لا سکتا ہوں، بشرطیکہ آپ پبلشرز یونائیٹڈ تک چند منٹ کے لیے تکلیف فرما سکیں[۵۳]۔ نیز "ماہِ نو" کا خاص نمبر دیکھنے کی آرزو باقی ہے۔ غالباً آپ کو فرصت نہ مل سکی۔

مولانا عطاء اللہ صاحب کی خدمت میں سلام مسنون پہنچایئے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

نیازمند

مہر

۵۳۔ مہر صاحب کا معمول تھا کہ وہ ہفتے کے روز پبلشرز یونائیٹڈ (انارکلی) آتے تھے۔

(۴)

باسمہ سبحانہٗ

۲۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء

مکرمی ـ تکلیف فرمائی کا شکریہ ـ "ماہ نو" واپس بھیجتا ہوں ـ آپ نے "مدینہ" بھیج دیا اور "الجمیعۃ" نہیں بھیجا ـ والسلام علیکم ـ

نیازمند

مہر

(۵)

باسمہ سبحانہٗ

مسلم ٹاؤن ـ لاہور

۴ نومبر ۱۹۵۷ء

بھائی ـ کتابیں مَیں نے دیکھ لیں ـ ان میں کوئی چیز کام کی نہیں ـ انشاء اللہ اب کے لیتا آؤں گا ـ پرچے میں نے ابھی تک بالاستیعاب نہیں دیکھے ـ اگر تکلیف نہ ہو تو آرزو ہے کہ آپ کا کوئی آدمی آئے، یہ کتابیں لے جائے اور مولانا محمد قاسم کے سوانح چند روز کے لیے دے جائے ـ اگر زحمت ہو تو مضائقہ نہیں ـ میں ہفتے کو انتظار کروں گا ـ

امید ہے، آپ بہ خیر ہوں گے ـ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ ـ مولانا داؤد غزنوی، مولانا اسمٰعیل اور مولانا عطاء اللہ کو سلام مسنون پہنچا دیجیے ـ والسلام ـ

آپ کا

مہر

(۶)

باسمہ سبحانہٗ

۱۶ مارچ ۱۹۶۰ء

برادر مکرم ـ گرامی نامہ اور رسالہ دونوں مجھے مل گئے اور میں نے مضمون دیکھ بھی لیا ـ دل

بڑا مضطرب ہے، لیکن تین باتیں موجب تشویش ہیں۔ اوّل، زیادہ تو نہیں تو کم از کم چند چیزیں خود ہمارے ساتھیوں کی پیدا کردہ ہیں۔ دوم، جو کچھ لکھنا چاہیے آیا وہ ایسی بحثیں تو پیدا نہ کردے گا کہ آپ اس کی اشاعت میں متامل ہو جائیں یا فریقِ مخالف بن جائیں؟ سوم، میرے ذہن میں جو کچھ ہے، اسے اگر تفصیل سے لکھوں گا تو خود آپ کے ماحول کو بھی شاید گوارا نہ ہو۔ ایک شے ہے لکھنا، ایک شے ہے آپ کے لیے لکھنا۔ دونوں میں فرق ہے۔ محض لکھنے پر کوئی پابندی نہیں ہو سکتی۔ لیکن آپ کے لیے جو کچھ لکھا جائے، اس میں خاص حدود کو ملحوظ رکھنا لازم ہوگا۔ مجھے سوچنے دیجیے۔ آپ کے التفاتِ گرامی کے لیے شکرگزار ہوں۔ "تبرکات آزاد" ابھی تک جلد بندی کے مرحلے سے نہیں نکلی۔ نکلے تو آپ کو اور مولانا عطاء اللہ کو بھیجوں۔ مولانا کی خدمت میں میرا اسلام پہنچائیں۔ والسلام۔

آپ کا

مہر

(۷)

باسمہ سبحانہ،

۲۸ اپریل ۱۹۶۰

بھائی۔ میں شرمندہ ہوں۔ بعض وقتی کام اس طرح مجھ پر آپڑے جس طرح اتفاقیہ حوادث نازل ہو جاتے ہیں۔ اس اثنا میں "معارف" بھی اچھل پڑا اور معاملہ زیادہ وسیع ہو گیا۔ اب مجھے اطمینان سے فرصت نکال کر لکھنے دیجیے۔ خفا ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ضرورت و اہمیتِ معاملہ پیشِ نظر ہے اور جو کچھ لازم ہے، ہو ہی جانا چاہیے۔ آپ کا بھیجا ہوا مکتوب میرے پاس محفوظ ہے، کاش یہ مجھے پہلے مل جاتا تو "تبرکاتِ آزاد" میں شامل کر دیتا۔[۵۳] مولانا عطاء اللہ صاحب

---

[۵۳] میں نے مئی ۱۹۵۳ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا، جس میں عرض کیا تھا کہ "تفسیر ترجمان القرآن" کی تیسری جلد کب شائع ہو رہی ہے۔ انھوں نے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ یہ جلد عن قریب شائع ہو جائے گی۔ یہ خط میرے پاس محفوظ تھا۔ مولانا کی وفات کے بعد مولانا غلام رسول مہر نے مولانا کے مکتوبات کا مجموعہ "نقشِ آزاد" کے نام شائع کیا تھا۔ اس کے بعد "تبرکاتِ آزاد" کے نام سے

(باقی اگلے صفحے پر)

کو میرا سلام پہنچا دیجیے۔ والسلام علیکم۔

آپ کا

مہر

(۸)

باسمہ سبحانہٗ

۱۲ جون ۱۹۶۰

برادر مکرم — دو روایتوں کے متعلق میں کئی روز سے مضطرب ہوں۔

۱۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب

۲۔ لا تسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر یا الفاظ میں کچھ ادل بدل ہے۔

مہربانی فرما کر مولانا عطاء اللہ کی خدمت میں سلام عرض کیجیے اور پوچھیے ان کے باب میں کیا ارشاد ہے؛ یہ کیسی ہیں؟ کس کتاب میں ملیں گی؟ مثلاً مشکوٰۃ کے کس کس باب میں؟ ان کا مفہوم کیا ہے؟ خصوصاً پہلی روایت کا۔

جواب مجھے جلد از جلد مرحمت فرمائیں۔ مجھے ضرورت ہے اور عجلت میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ والسلام۔

آپ کا

مہر

وہ مجموعہ مرتب کیا جو ان مکتوبات پر مشتمل تھا جو مولانا نے مولانا محی الدین احمد قصوری کو تحریر فرمائے تھے، اس مجموعے میں دیگر حضرات کے نام بھی مولانا کے مکتوب درج ہیں۔ جو خط مولانا نے مجھے لکھا تھا، وہ میں نے مہر صاحب کو دے دیا تھا تاکہ اس مجموعے میں چھپ جائے اور محفوظ ہو جائے، لیکن یہ خط انھیں اس وقت ملا جب "تبرکات آزاد" شائع ہو گئی۔ یہ خط مہر صاحب کے پاس ہی رہا، بعد میں مجھے نہیں ملا — مہر صاحب نے یہاں اسی خط کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۹)

باسمہ سبحانہٗ

مسلم ٹاؤن، لاہور

۵ اگست ۱۹۶۱

۴ اگست کے افتتاحیے کا شعر پڑھ کر تعجب ہوا۔ ظاہر ہے کہ پہلے مصرعے کا وزن اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک "جو"[۵] اوّلِ مصرع میں نہ آئے۔ میں پندرہ دن سے بیمار اور پابندِ بستر ہوں۔ انفلوئنزا ہو گیا تھا۔ اب بخار نہیں کمزوری خاصی ہے۔ یہ سطریں لکھوا رہا ہوں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

آپ کا

مہر

(۱۰)

باسمہ سبحانہٗ

مسلم ٹاؤن۔ لاہور

۴ دسمبر ۱۹۶۱

برادر مکرم۔ آپ نہ "ملفوظات"[۶] لینے کے لیے آئے اور نہ مکاتیب سید کے متعلق کوئی اطلاع بھیجی آپ یہ سن کر غالباً حیران ہوں گے کہ ملفوظات پڑھنے شروع کیے تو معلوم ہوا کہ مطالب متعارف ہیں۔ میں نے مولوی غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ والے کا مقالہ سوانح مولانا سید عبداللہ غزنوی سے نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اصل مقالہ فارسی میں تھا۔ سوانح میں اس کا اردو ترجمہ چھاپ گیا ہے۔ بہرحال ان میں کوئی چیز کام کی نہیں۔ وہ محفوظ ہیں۔ جب چاہیں لے جائیں۔

۵۔ "الاعتصام" میں ایک شعر کا پہلا مصرع یوں لکھا گیا تھا: "بادہ کش تھے جو پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں" مہر صاحب نے فوراً خط لکھا کہ "جو" پہلے ہے، "جو بادہ کش تھے پرانے ــــ

۶۔ "ملفوظات ملا حبیب اللہ قندھاری" مراد ہیں، جو مہر صاحب نے مجھ سے مطالعے کے لیے منگوائے تھے

نیز آپ نے مولانا محی الدین احمد[۵۷] کے مقالے پر جو کچھ تحریر فرمایا، اس سے یکایک ایک مقالے کی تحریک ہوئی۔ چنانچہ کل صبح بعد نماز پنسل کاغذ لے کر بیٹھا تو سات سلپیں لکھی گئیں۔ آج صبح وہ مقالہ مکمل کر دیا۔ لمبا ہے اور آپ کی رائے سے اختلاف کیا گیا ہے۔ میں اس قسم کے مباحث میں شرکت پسند نہیں کرتا مگر چند خیالات تھے، جنھیں ظاہر کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ وہ اس وقت دوں گا کہ آپ میرے سامنے ایک مرتبہ اسے پڑھ لیں۔ زحمت دینا قطعاً گوارا نہیں مگر مجبوری ہے۔ والسلام علیکم۔

نیازمند

مہر

(۱۱)

باسمہ سبحانہ

مسلم ٹاؤن۔ لاہور

۲۱ جولائی ۱۹۶۲

برادر مکرم۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ایک مرتبہ آپ نے علما کی طرف سے ایک "متفقہ دستور" شائع کیا تھا۔ یعنی "الاعتصام" میں نیز اس سلسلے میں بعض مضامین بھی چھاپے تھے۔ میرے پاس الاعتصام کا وہ نمبر محفوظ ہے، مگر تلاش پر ملا نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ نمبر مجھے دوبارہ مل جائے، مستقل طور پر نہ سہی عاریتہً ہی سہی۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی فالتو کاپی نہ ہو تو اپنی کاپی ایک دو روز کے لیے دکھا دیں۔

مولانا داؤد غزنوی صاحب اور مولانا عطاء اللہ صاحب کی خدمت میں میرا اسلام پہنچائیں۔ نیز مولانا حنیف ندوی صاحب کی خدمت میں۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم کے پوتوں[۵۸] کی شہادت کا دردناک واقعہ پڑھ کر سخت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ

---

۵۷ مولانا عبدالقادر قصوری مرحوم کے فرزند گرامی مولانا محی الدین احمد قصوری مراد ہیں، جن کا مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی تصنیف "تذکرہ" میں ذکر فرمایا ہے۔ مولانا محی الدین احمد قصوری نے "الاعتصام" کے لیے ایک مضمون لکھا تھا جس میں نے اختلافی نوٹ کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس کے بعد مہر صاحب کا وہ مضمون شائع ہوا، جس کا انھوں نے ذکر کیا ہے۔

۵۸ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کے دو پوتوں ذکاء اللہ ثنائی اور بہاء اللہ ثنائی کو (باقی اگلے صفحہ پر)

انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ دیکھیے مولانا کے صاحب زادے بھی مظلوم شہید ہوئے اور دو پوتے بھی۔ میرے نزدیک خود مولانا کی موت بھی شہادت ہی کی موت تھی۔ دراصل وہ امرت سر چھوڑتے ہی ختم ہو چکے تھے۔ بعد میں جتنی مدت روئے زمین پر گزاری محض ایک مفروضہ زندگی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے۔ والسلام۔

آپ کا

مہر

(۱۲)

باسمہٖ سبحانہٗ

۸ اگست ۱۹۶۲

برادرِ عزیز۔ مضمون خدمتِ والا میں حاضر ہے۔ اپنے کاتب کو ہدایت فرمایئے کہ میں جو لفظ جس طرح لکھتا ہوں، اسی طرح لکھا جائے۔ مثلاً میں نے کئی مرتبہ لفظ سیکڑوں (س، ی، ک، ڑ، و، ں) لکھا، کاتب نے اسے زبردستی سینکڑوں (س، ی، ن، ک، ڑ، و، ن) بنایا۔ حالاں کہ میرے محدود علم کے مطابق سینکڑوں (ک اور ی کے درمیان ن) کوئی لفظ اردو زبان میں موجود نہیں۔ آپ لغت اٹھا کر اطمینان فرمائیں۔ صحیح لفظ سیکڑوں (ن کے بغیر) ہے۔ اسی طرح بعض دوسرے الفاظ۔

امید ہے آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا

مہر

ایک سب انسپکٹر پولیس احسان اللہ پرویز نے ۱۴ جولائی ۱۹۶۲ء کو سرگودھا میں قتل کر دیا تھا۔ قاتل شام کے وقت ان کے دفتر شائع پریس آیا اور سرکاری پستول سے دونوں بھائیوں کو یکے بعد دیگرے گولی کا نشانہ بنا دیا۔

مکتوبِ مدنی

مولانا محمد حنیف ندوی

الٰہیات میں یہ بحث بڑی علمی اہمیت کی حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور کائنات میں ربط و تعلق کی نوعیت کیا ہے۔ ابنِ عربی نے "وحدتِ وجود" کا نظریہ پیش کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بحرِ وجود ایک ہے اور تمام کائنات اسی بحرِ بیکراں کی موجیں ہیں۔ مجدد الف ثانی نے اس کے مقابلے میں نظریۂ شہود کی تائید کی جس میں وجود دو ہیں۔ ایک مادی دنیا کا اور دوسرا حقیقت وراء الورا کا۔

اس مکتوب میں شاہ ولی اللہ نے دونوں میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ رسالہ اس مکتوب کا شگفتہ اور سلیس اردو ترجمہ ہے۔

صفحات ۳۶ قیمت ۵ روپے

اقبال اور سوشلزم

ایس۔اے رحمان

زمانۂ حال کے سماجی فلسفوں میں سوشلزم کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ پاکستان کے نظریاتی خالق علامہ اقبال نے بھی اپنی تصنیفات میں اس فلسفۂ حیات سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ اس کتاب میں سوشلزم کے اساسی نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے اور علامہ اقبال کی شعری اور نثری تخلیقات کی روشنی میں سوشلزم سے متعلق ان کے موقف کی وضاحت کرکے، اس میں ان کی دلچسپی کے حدود کا تعین کیا گیا ہے۔

صفحات ۸۰ قیمت ۱۰ روپے

ملنے کا پتا: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور